109768-رمضان کے آخری عشرہ میں قیام اللیل کی دو حصوں میں تقسیم

سوال

برائے مہربانی رمضان کے آخری عشرہ میں قیام اللیل کو حصوں میں تقسیم کرنے کے متعلق علماء کرام کے اقوال بیان فرمائیں کہ کچھ قیام رات کے اول میں اور کچھ آخر میں کرتے ہیں جیسا کہ آج کل اکثر مساجد میں ہو رہا ہے، اور اس کے ساتھ اگر ممکن ہو سکے تو دلائل بھی ذکر کریں ؟

پسندیدہ جواب

رمضان المبارک کی راتوں میں رات کو قیام اور دوسری عبادات کرنا مستحب ہے، اور خاص کر آخری عشرہ کو مزید عبادات و تہجد کے لیے مخصوص کرنا چاہیے تاکہ اللہ کی مغفرت و بخشش اور رحمت طلب کی جا سکے، اور لیلۃ القدر کا حصول بھی ہو جو کہ ایک ہزار راتوں سے افضل ہے.

پھر نماز تراویح تو قیام اللیل میں شمار ہوتی ہیں اور اسے تراویح اس لیے کہا جاتا ہے کہ رکعات کے درمیان کچھ راحت کرنے کے لیے بیٹھا جاتا ہے، اس لیے اس میں وسعت پائی جاتی ہے، اور آدمی کے لیے رات کے وقت جتنی چاہے رکعات ادا کرنی جائز ہیں اور جس وقت چاہے ادا کر سکتا ہے.

الموسوعۃ الفقھیۃ میں درج ہے :

"رمضان المبارک کی راتوں میں قیام کرنے کے مسنون ہونے میں کوئی اختلاف نہیں، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"جس نے بھی رمضان المبارک میں ایمان اور اجر و ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے پچھلے سارے گناہ بخش دیے جاتے ہیں"

اور فقھاء کرام کا کہنا ہے کہ : تراویح قیام رمضان ہیں؛ اس لیے افضل و بہتر یہی ہے کہ رات کا اکثر حصہ اسع بادت میں بسر کیا جائے؛ کیونکہ یہ قیام اللیل ہے "انتہی

دیکھیں : الموسوعۃ الفقھیۃ (123/34).

آج کل خاص کر آخری عشرہ میں جو اکثر امام عشاء کی نماز کے بعد لوگوں کو تراویح پڑھاتے ہیں اور پھر رات کے آخری حصہ میں دوبارہ مسجد آ کر قیام کرتے ہیں یہ مشروع ہے ممنوع نہیں، اور اس کے لیے کوئی ایسی دلیل نہیں جو منع کرتی ہو.

مقصود یہ ہے کہ آخری عشرہ میں حسب استطاعت جدوجھد کی جائے اور رات کو بیدار رہا جائے، اور اگر انسان رات کو دو حصوں میں تقسیم کرے کہ کچھ رات کی ابتدا میں عشاء کے بعد کچھ قیام کر لے اور پھر سو جائے اور رات کے آخری حصہ میں اٹھ کر دوبارہ قیام کرے یا قرآن مجید کی تلاوت کرے تو یہ بہتر اور افضل ہے.

شیخ عبد اللہ ابا بطین کہتے ہیں :

"مسئلۃ :

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں عادت سے زیادہ قیام کرنے کا بعض لوگ انکار کرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ :

اس کے انکار کا سبب یہ ہے کہ اغلب طور پر عادت نہیں اور پھر سنت سے جہالت ہے کہ جس پر صحابہ کرام اور تابعین عظام اور آئمہ کرام تھے اس کا لوگوں کو علم نہیں.

اس کے بارہ میں ہم یہی کہیں گے کہ : احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رمضان المبارک میں قیام کی ترغیب ثابت ہے، اور خاص کر آخری عشرہ میں تو اس کی اور بھی تاکید آتی ہے.

جب یہ واضح ہوگیا کہ تراویح کی رکعات کی تحدید نہیں اور سب علماء کے ہاں اس کا وقت نماز عشاء کی سنتوں کے بعد سے لے کر طلوع فجر تک ہے، اور آخری عشرہ کی راتوں کو بیدار رہنا سنت مؤکدہ ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی راتیں باجماعت تراویح پڑھائیں تو پھر پہلے عشرہ میں ایسا کرنے والے شخص آخری عشرہ میں کرنے والے پر اعتراض کیسے کرتا ہے.

رات کی ابتدا میں نماز ادا کرتا ہے جس طرح وہ رمضان کی ابتدا میں لیکن وتر نہیں پڑھتا اور پھر بعد میں جتنی آسانی ہوا دا کرتا ہے اس سب کو قیام کہا جائیگا.

اور ہوسکتا ہے انکار کرنے والے کو فقہاء کے اس قول سے دھوکہ ہوا ہو کہ مستحب یہ ہے کہ قرآن مجید ایک بار قرآن مجید ختم کرنے سے زائد نہ پڑھے، لیکن مقتدیوں پر زیادہ پر ترجیح دیتے ہوں.

اس کی علت انہوں نے یہ بیان کی ہے تاکہ ایک بار سے زائد بار قرآن ختم کرنے میں مقتدیوں کو مشقت نہ ہو، یہ نہیں کہ شرعی طور پر زیادہ مشروع نہیں، ان کی کلام اس پر دلالت کرتی ہے کہ اگر مقتدی ایک بار ختم کرنے سے زیادہ کو ترجیح دیتے ہوں تو مستحب ہے، اور اس کی تصریح علماء کے اس قول میں ہے کہ : الا یہ کہ مقتدی زیادہ کو ترجیح دیتے ہوں.

لوگوں کی زبان پر رات کی ابتدا میں کیے جانے والے قیام کو تراویح کا نام چلنا اور اسے تراویح کہنا اور بعد میں کیے جانے والے قیام کو تہجد کہنا یہ عوامی تفریق ہے، حالانکہ یہ سب قیام ہی ہے.

بلکہ اسے قیام رمضان کو تراویح کا نام اس لیے دیا گیا ہے کہ ہر چار رکعت کے بعد لوگ تھوڑا آرام کرتے تھے کیونکہ وہ نماز لمبی ادا کرتے تھے، (یعنی سنت کے مطابق آٹھ رکعت) اس کا انکار کرنے والے کا سبب یہ ہے کہ وہ جہاں رہتا ہے اس علاقے کے لوگ ایسا نہیں کرتے اور یہ ان کی عادت کی مخالفت ہے، اور اس دور کے اکثر لوگوں کی بھی عادت نہیں اور اسی طرح وہ سنت نبویہ سے بھی جاہل ہے اور آثار کا بھی علم نہیں.

اور اسی طرح صحابہ کرام اور تابعین عظام جس طریقہ پر تھے اس سے بھی جاہل ہے، اور کچھ لوگ جو یہ گمان کرتے ہیں آخری عشرہ میں جو ہماری بعد والی نماز ہے اسے بعض علماء نے ناپسند کیا ہے، حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ تعقیب والی نماز تو وہ کہلاتی ہے جو نماز تراویح اور وتر سے فارغ ہو کر باجماعت ادا کی جائے.

نماز تعقیب کی تعریف میں سب فقہاء کی کلام یہی ہے کہ وہ تراویح اور نماز وتر کے بعد باجماعت نفلی نماز ہے، اس طرح ان کی کلام سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ نماز وتر سے قبل نماز تعقیب نہیں کہلائیگی " انتہی مختصرا

دیکھیں : الدرر السنیۃ (364/4).

اور شیخ صالح الفوزان اپنی کتاب " اتحاف اہل الایمان بمجالس شہر رمضان " میں رقمطراز ہیں :

" رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا اور پیروی کرتے ہوئے اپنی جدوجھد اور عبادت زیادہ کر دیتے ہیں، تاکہ لیلۃ القدر کا حصول ہو کیونکہ یہ رات ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے.

اس لیے جو لوگ ابتدار مضان میں تئیس رکعات ادا کرتے ہیں وہ آخری عشرہ میں اسے تقسیم کر دیتے ہیں اس طرح وہ رات کی ابتدامیں دس رکعات ادا کرتے ہیں جسے وہ تراویح کا نام دیتے ہیں، اور رات کے آخری حصہ میں دس رکعات اور وتر ادا کرتے ہیں اور یہ رکعات پہلی رکعتوں سے عموما لمبی ہوتی ہیں اور اسے قیام یا تہجد کا نام دیتے ہیں.

یہ صرف نام کا اختلاف ہے وگرنہ ساری رکعات کو تراویح یا قیام کہنا جائز ہے، اور جو شخص ماہ کے ابتدامیں گیارہ یا تیرہ رکعات ادا کرتا تھا اور آخری عشرہ میں دس رکعات کا اضافہ کر کے رات کے آخری حصہ میں لمبی کر کے ادا کرتا ہے تا کہ آخری عشرہ کی فضیلت کو پا سکے اور خیر و بھلائی میں زیادہ جدوجھد کر سکے تو جائز ہے،

اور اس کی دلیل سلف صحابہ کرام ہیں اور اس کے علاوہ دوسرے علماء بھی ایسا کرتے تھے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اس طرح انہوں نے دونوں قول جمع کر لے پہلے بیس دن تو تیرہ رکعات اور دوسرا قول تئیس رکعات والا آخری عشرہ میں" انتہی

مزید آپ سوال نمبر (82152) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

یہاں یہ بات ضروری ہے کہ تراویح میں سنت گیارہ رکعات ہی ہیں کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی ثابت ہیں.

واللہ اعلم.